قمر النساء لاڑک
اسسٹنٹ پروفیسر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

ضلع خیرپور کے صوفیاءِ کرام کا انسانی اقدار کے ارتقاء میں کردار

Abstract

Millions blessings of Almighty Allah are bestowed on this land of Sindh where in every time high profile personalities have had taken birth in all corners of the land who had enlightened the poor and destitute people with their spiritual knowledge and scholarly inspiration and approach for their betterment and upliftment .

Shah Abdul Latif of Bhit once prayed:

سائينم سدائين ڪرين مٿي سنڌُ سُڪار
دوستَ مٺا دلدار! عالم سڀ آباد ڪرين

This prayer was upheld by Almighty Allah with the result that today we see and feel fragrance every time from its clay and dust.

Elaborating the above topic of my research paper. I have divided it into four historical periods, viz

1 Kalhora period
2 Talpur period
3 British period
4 Pakistani period

کلیدی الفاظ:

شاہ عبد اللطیف، سچل سر مست، قلندر شہباز، درویش، خانقاہ، تصوف، بیعت

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمارا تعلق سندھ کے جس ضلع سے ہے اس علاقے میں بھی دوسرے علاقوں کی طرح ہر زمانے میں برگزیدہ شخصیات پیدا ہوئی ہیں جن کی دینی و روحانی تعلیمات کی وجہ سے ان علاقوں کی عوام مذہبی حوالے سے آپس میں ہمیشہ باہم شیر و شکر رہے ہیں۔ شاہ عبد اللطیف کی دعا "سائیں سدائین کریں متھے سندھ سکار" ایسی قبول ہوئی کہ سندھ کا گوشہ گوشہ صدیوں سے شاد اور آباد ہے۔ ہر دور میں ایسے قیمتی اور بیش بہا انسان پیدا ہوئے جنہوں نے سندھ کے ضمیر اور خمیر کو ایسا اجاگر کیا ہے کہ ہر طرف محبت اور بھائی چارگی کی ایک خوشبو پھلا دی جس سے فیضاب ہونے کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ کھینچے چلے آرہے ہیں۔

اس ضلع کے اطراف وجوانب پر نظر دوڑائی جائے تو ہر طرف عارف باللہ اور روحانی رہبر نظر آتے ہیں۔ شمال میں لؤنگ فقیر اور شادی شہید، مرکز میں سید حاجی مجتبیٰ خان (رامپوری، مخدوم سعد اللہ انصاری اور شیخ منظور حسین، مغرب میں پاگاڑا خاندان جد امجد حضرت محمد بقاعلیہ اور انکے صاحبزادے، حضرت سید محمد راشد روضی دھنی، جنوب میں شہداء مخدوماں اور رانیپور کے پیر، مشرق میں فقیر غلام حیدر گوڑیو، فولاد فقیر، نصیر فقیر جلالانی اور فقیر سلام اللہ تھر دھنی جلوہ افروز ہیں۔

بہر حال ضلع خیر پور صوفیاء کرام کے حوالے سے تاریخ میں ہمیشہ زرخیز علاقہ رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تاریخ کے تناظر میں اس علاقے کی برگزیدہ شخصیات کی تعلیمات کو اجاگر کیا جائیں اسی کوشش میں مقالہ ہذا تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے "کلہوڑا دور، ٹالپر دور، انگریزوں کا دور اور پاکستانی دور۔ ان چار ادوار میں جن صوفیائے کرام اور درویشوں نے اپنی علمی، ادبی، اور روحانی تعلیمات کے ذریعے سے عوام الناس کو فیضاب کیا ہے اس کا ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

i. کلہوڑا دور

یہ دور 1700ع سے شروع ہوتا ہے اور 1783ع میں اس دور کا اختتام ہوا۔ اس دور میں بھی یہ خطہ آباد تھا اور پھلپوٹوں کی زمینوں کو "بوراواہ" ذات کے لوگ آباد کرتے تھے(1)

یہاں بہت سے علماء کرام، بزرگاں دین اور صوفیائے کرام نے غریب اور مسکین لوگوں کو روحانیت کی تعلیمات سے سرفراز کیا۔ کلہوڑا دور سندھی ادب میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دور فقط علمی ادبی نہیں بلکہ مذہبی اور روحانی حوالے سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے میاں سرفراز کلہوڑو حکمران کی حیثیت سے ہٹ کر جو مذہبی اور روحانی شاعری کی ہے اسکا معیار آج بھی بہت سے شاعروں سے اَتم ہے۔ جس کا اندازہ آپ کے اس شعر سے ہی ہوتا ہے۔

آهيان ڏڏ غمن گڏ سچا سڏ سٽين تون
پسي پاڻ ڪرم ساڻ ڏکن ڏات ڏين تون
پلا چام هن غلام سندو سوال سٽين تون (2)

روحانیت کے اعتبار سے ضلع خیرپور تصوف کی پنجند کا روپ دھارے ہوئے ہے۔ یہاں نقشبند مکتب فکر کے آثار بھی ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی، سید محمد بقا شاہ، سید محمد راشد علیہ سر فہرست ہیں۔ قادری طریقے میں حضرت محمد راشد علیہ، مخدوماں کھڑا کے ساتھ جڑے ہیں۔ شہید شاہ عنایت کے مکتب فکر نے اس کے بیٹے سلام اللہ عرف "تھر دھنی" ک معرفت اس ضلع کو اپنی روحانی رمزیں سکھا۔ ان سلسلوں اور مکتب فکر کے علاوہ درازی بزرگوں کی انقلابی تربیت اور منصوری مکتب فکر بھی عام ہوا۔ مذہبی رواداری کو برقرار رکھنے کے لیے اس علاقے میں منصوری روپ بھی ظاہر ہونے لگا۔ جنہوں نے مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کو بھی مسلمان صوفی بزرگوں کا معتقد اور مرید بنادیا۔ سہروردی طریقے میں فقیر محمد چنیھ اجن ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اور خواجہ صاحبڈنو فاروقی سے بیعت کی اور ان سے خلافت بھی حاصل کی(3) ان کو اویسی حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی سے ملی، یہ بات جب مخدوم محمدی کھڑا کے جید عالم اور بزرگ کو معلوم ہوئی تو اپنے ملازم کے ہاتھوں ملاقات کے لیے پیغام بھیجا۔ جس پر شاہ عبداللطیف نے جواب میں فرمایا۔

اڄ نه آيس سپرين ـــ سپان ايندس آءُ
جنهن جو توتي نانءُ ـــ سو ڪٽي بارکهين جا (4)

مخدومان شہداء کھڑا بھی قادری طریقے سے منسلک تھے۔ مخدوم عبدالرحمان شہید اپنے دور کے جید عالم اور روحانی رہبر تھے۔ اور اپنی اولاد کی بھی ایسی ہی تربیت کی تھی جس کے نتیجے میں مخدوم احمدی اور مخدوم محمدی انکے بتائے ہوئے راستے پر چل کر عوام الناس کو وہ ہی تلقین کرتے تھے۔(5)

مخدوم محمد شریف رانیپوری:

فاروقی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور وقت کے بڑے عالم اور صوفی بزرگ تھے۔ اپنی تصنیف شدہ ایک کتاب میں اس بزرگ نے اس بات پر تنقید کی ہے کہ چھوٹے چھوٹے دین کے علماء کرام نے قران اور حدیث کو چھوڑ کر فقہ پر زور دیا ہے۔(6)

مخدوم عبدالرحیم گرھوڑی:

اس بزرگ نے رانیپور کے نزدیک گھوٹھ "موسیجا" میں جنم لیا۔ ابتدائی تعلیم مخدوم محمد شریف رانیپوری سے حاصل کی۔ لیکن کن نامساعد حالات کے تحت موجودہ درگاہ پر ضلع سانگھڑ میں سکونت اختیار کی، نقشبندی طریقے میں باطنی علم حضرت خواجہ محمد زمان لنواری سے ملا۔(7)

مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی:

جونیجا قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ لاڑکانہ کے مضافات میں گوٹھ "تگڑ" گاؤں میں پیدا ہوئے، وہی تعلیم حاصل کی۔ نقشبند طریقے میں اپنے مرشد سید جمال اللہ سے بیعت کی اور وہی رہائش اختیار کی (8) اپنے وقت کے جید عالم اور ولی کامل تھے۔ راشدی خاندان اور پاگاڑا خاندان کے مورث اعلیٰ سید محمد بقا کے مرشد تھے۔

حضرت سلام اللہ فقیر:

شہید شاہ عنایت جھوک والے کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ جب کمسن تھے تو شاہ عنایت نے فرمایا تھا: "یہ بچہ ہمیشہ آزاد رہیگا اور مجذوبی کی حالت میں اپنی زندگی بسر کرے گا (9)

سید محمد بقاشاہ شہید:

سید محمد بقاشاہ 1135 ہجری میں، پیدا ہوئے اور 1198ھ میں شہادت کا جام پی کر اپنے حقیقی مطلوب سے جا ملے۔(10) چھوٹی عمر میں ہی سلوک کی طرف گامزن تھے۔ عشق اور جذب کے عالم نے انکو پریاں لوءِ میں نقشبند طریقے کے امام مخدوم محمد اسماعیل کے خدمت میں لے گئے جہاں انہوں نے روحانیت کے اسباق مخدوم صاحب نے طئے کرائے اور خود بھی روحانیت کے اُفق کا ستارا بن کر ابھرے(11)

حضرت سید محمد راشد روضے دھنی

آپ کا جنم 1170 ہجری میں ہوا اور 1233 ہجری میں انتقال فرمایا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو رشد و ہدایت کی شمع ایسی روشن کی کہ لوگ جگنو کی طرح اپنی جانیں قربان کرنے لگے اور جھنگل میں منگل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ سندھ نے ایسا نظارا کبھی نہیں دیکھا تھا(12)۔ آپ اپنے دور کے جید عالم، فاصل اور قادری طریقے کے رہبر گذار ہیں۔(13)

ٹالپر دور

یہ دور 1783 سے شروع ہوا اور 1843 پر ختم ہو گیا۔ سندھ میں (پہلی دفعہ) اسلامی حکومت قائم ہوتے وقت خیر پور کا وجود نہیں تھا، بلکہ چھوٹا سا گاؤں کی صورت میں آباد تھا۔ جس کے مقامی باشندے ذات کے بولڑیا بولا وا تھے جو فلپوٹوں کی زمین آباد کرتے تھے۔(14) 1783ء میں ٹالپروں نے کلھوڑوں کو ھالاٹی کی جنگ میں شکست دی اس کے نتیجے میں اتر سندھ کے ایک علاقہ میر سہراب خان کو ملا۔ جس نے الگ حکومت کوٹ ڈیجی (احمد آباد) میں قائم کی۔ میر سہراب نے آخری وقت میں سن 1829 عیسوی میں اپنی ملکیت اور حکومت دونوں کو بیٹوں میں تقسیم کر دی، کوٹ ڈی جی علاقہ میر علی مراد کو ملا۔ یوں میر علی مراد والی مقرر ہوا اور جس علاقے میں بیٹھ (مرکز بنا کر) حکومت کرتے تھے اس علاقے کو خیر پور کہا جاتا تھا اور آج تک یہ شہر اسی نام سے مشہور ہے۔(15)

ٹالپر دور میں مذہبی ہم آہنگی موجود تھی۔ ٹالپر حکمراں عقیدے میں شیعہ تھے لیکن کبھی انہوں نے اپنی رعیت کو اپنے عقائد میں داخل کرنے پر جبر و اکراہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج میں بھی خیر پور میں مذہبی ہم آہنگی پاکستان کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور مثالی ہے۔ خیر پور شہر میں ٹالپر دور میں جن

صوفیاء کرام نے انسانی ارتقاء اور مذہبی ہم آہنگی میں کردار ادا کیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر شخصیت کی ہے۔

لوُنگ فقیر:

یہ روحانی درگاہ (خانقاہ) خیرپور کے روحانی رہبر لوُنگ فقیر نے قائم کی۔ آپ مہیسر قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی اور قلندر کے مزار پر چلے کاٹے اور سلوک کی منزلیں طے کی۔ واپس آکر موجودہ جگہ پر اپنی خانقاہ قائم کی۔

سچل سرمست:

آپ کی ولادت میاں صلاح الدین کہ گھر میں 1152 ہجری میں ہوئی اور 1242 ہجری میں انتقال فرمایا۔ اپنے چچا میاں عبدالحق کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ وحدت الوجود کے فلسفے کے مبلغ تھے۔ آپ کے کلام میں ایسا سوز و گداز ہے جو کوئی اس کو پڑھتا ہے تو ان کو فریدالدین عطار اور منصور حلاج کے فکر کی میراث سمجھ کر قبول کرتا ہے۔(16) آپ کے کلام کے موضوعات توحید، رسالت، وحدت الوجود، نفی اثبات، کثرت وحدت اور بقاء پر مشتمل ہے۔

فقیر غلام حیدر گوڈڑیو:

آپ فقیر نانک یوسف کے فیض اثر سے سیراب ہوئے۔ آپ خوش خیر محمد ھیسبانی اور لوُنگ فقیر سے بہت متاثر تھے۔ آپ کے صوفیانہ نکتے اور علمی افکار آپکے کلام سے معلوم ہوسکتے ہیں۔(17)

انگریز دور:

یہ دور 1843 سے شروع ہوا اور 1947 میں اختتام پذیر ہوا۔ اس دور میں مندرجہ ذیل اولیاء پیدا ہوئے جنہوں نے ہمیشہ انسانیت کو اولین ترجیح دی۔ ہر طرح کے تعصبات سے بالاتر ہو کر سندھ میں انسانی اقدار کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

سید حاجی مجتبیٰ خان رامپوری:

آپ اصل میں رامپوری انڈیا کے رہنے والے تھے۔ سندھ کی سرزمین آپ کو یہاں کھینچ لائی اور خیرپور میں مستقل طور مقیم ہوئے، شہر کے مرکز سائیدہ محلے میں سکونت اختیار کی اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ

نقشبند مسلک کے امام تھے خیر پور کے سید عبد الکریم عرف حیدر شاہ، شیخ منظور حسین سندھی کے علاوہ سید علی اکبر شاہ میہڑ والے آپکے حلقے میں شامل ہو کر آپکے نقشبندی طریقے کو ترقی دلوائی (19)۔ ان بزرگوں کے علاوہ سید علی گوہر شاہ ثانی، شاہ مردان شاہ اول پاگاڑا پیر، سید غلام محی الدین شاہ جیلانی، محمد سید محمد علی شاہ مگر جی والے، سخی صالح شاہ جیسی ہستیاں اسی دور میں ابھر کر سامنے آئے۔

پاکستانی دور:

یہ دور پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے شروع ہوتا ہے۔ جب 14 اگست 1947 کو پاکستان ایک الگ اور آزاد خود مختار ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے میں آیا اس وقت خیر پور ایک الگ خود مختار ریاست کے طور پر موجود تھا۔ 1955 میں خیر پور کو باضابطہ طور پر پاکستان کا حصہ بنایا گیا۔

نصیر فقیر جلالانی:

اس درگاہ کے سبھی جلالانی فقیر شاہ عنایت جھوک والے کی خانقاہ کے خلیفے کبار کہلواتے ہیں۔ اس خانقاہ کے بزرگ نصیر فقیر چھوٹی عمر میں ذکر و فکر کا شوق رکھتے تھے جس کی وجہ سے قلندر شہباز، ادھم سلطان، شاہ عبد اللطیف بھٹائی کی دربار عالیہ میں زندگی کے کافی دن گذارے اور چلے کاٹے اور فیض حاصل کیا۔

فولاد فقیر:

آپکا نام گرامی عبد الحق تھا۔ باطنی علم حاصل کرنے کی غرض سے "مگر جی" کے درویش صفت انسان سید محمد علی شاہ کے حلقہ گوش میں شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ سچل سرمست کے آستانے پر اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی کی درگاہ عالیہ میں جاکر مراقبے کیئے آپکی طبیعت پر مولانا رومی کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ (17)

شیخ منظور حسین سندھی:

آپکی ولادت 1899ع میں ہوئی اور وفات 1988ع پائی۔ عمر کے پہلے حصے میں فقہ جعفریہ سے وابسطہ تھے، لیکن بعد میں آپ کو وحدانیت اور نقشبند طریقے کا ایسا رنگ لگا کہ کمال کے بزرگ ہوگئے۔ حاجی سید مجتبیٰ خان رامپوری کے خلیفہ خاص بنے (20)۔ آپ کے حلقے میں سعودی باشندے بھی فیضیاب ہوئے۔ اس کے علاوہ ویسٹ انڈیز اور انڈونیشیا میں آپ کے معتقدین ذکر و فکر میں مشغول ہیں۔

نتیجہ (Conclusion)

جن صوفیائے کرام اور درویشوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ لوگ مدرسوں اور خانقاؤں کے فارغ التحصیل نہیں تھے لیکن تقویٰ الٰہی اور اللہ کی عنایت کی وجہ سے اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا۔ نہ صرف خود ہدایت یافتہ ہوئے بلکہ عوام الناس کو بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے روشناس کرنے میں کردار ادا کیا۔ ورنہ مدرسے، مساجد اور خانقاہیں سے ہزاروں لوگ ہیں جو اتنے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اس منزل کو نہیں پہنچ پائے۔ میرے نزدیک یہ مقام کسبی سے زیادہ وہبی ہے۔ تب یہ شخصیات دین کے مظہر اور مشعل ہوئے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ " قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یختص برحمۃ من یشاء واللہ الفضل العظیم " اے نبی! کہدو کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے، اور اللہ کشائش اور علم والا ہے اور اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے ہی فضل کا مالک ہے (21) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ " اللہ یُجتبي مَن یشاء ویھدي الیہ مَن یُنیبُ " اللہ جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو اپنی طرف رستہ دکھاتا ہے (22) اس سے معلوم ہوا کہ جن انسانوں نے اللہ کی طرف رغبت دکھلائی تو اللہ نے ان کو اپنی طرف بلایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا فرمان ہے۔ " مَن عرف نفسہ فقد عرف ربہ " جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ " اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے نفس کو پاک صاف کیا وہی اس منزل کو پہنچے۔

حوالہ جات

(1) Pitha Wala M.B “Geographical analysis of Khairpur” Govt: Press, 1935, P-33.

(2) ابراہیم قاضی بن قاضی نور محمد، **مجموعات مدحیات**، مطبوع کریمی، بمبئی، دوسری ایڈیشن، 1354ھ، ص1

(3) اجن ذوالفقار علی، **نسورو نینھن**، بخش ٹرسٹ، سال 2001ع، ص24

(4) وفائی دین محمد مولانا، **لطیف لطیفی**، دوسری ایڈیشن، بھٹ شاہ ثقافتی مرکز۔ سال 1991ع، ص73-72

(5) قاسمی غلام مصطفیٰ علامہ، **الرحیم**، مشاہیر نمبر، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سال 1967، ص17۔

(6) وفائی دین محمد مولانا، **تذکرہ مشاہیر سندھ**، جلد پہلی، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، سال1985ع، ص68-165

(7) میمن محمد صدیق خانبہادر، **سندھ کی ادبی تاریخ**، آر۔ ایچھ احمد اینڈ برادرس، دسواں چھاپہ، سال1976، ص72-170

(8) الحاج عبدالخالق، **پرین پریاں لوءِ جو**، عبدالرحمان شہید اکیڈمی سال 2000ع، سچل چیئر۔ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، ص19

(9) صوفی امداد علی لغاری، **میران پور جامیر**، صوفی شاہ عنایت اکیڈمی، جھوک شریف، سال2007ع ص68

(10) لاڑک خان محمد ڈاکٹر، **حضرت پیر راشد روضے دھنی ائں انجوں علمی، ادبی ائں روحانی خدمتون**، روشنی پبلیکیشن، 2008ع، ص61

(11) ایضاً

(12) سکندری عبدالرزاق مہران، **لکیاریءَ جالال**، حر ہسٹاریکل سوسائٹی، سانگھڑ، سال2007ع ص36

(13) قمرلنساء، **تھیسز** ایم اے، سندھ یونیورسٹی، جامشورو سال2013ع، ص57

(14)) Pitha Wala H.B Geographical analysis of Khairpur, Govt Press 1935, P33

(15) مرزا، قلیچ بیگ، **خیرپور ریاست**، روشنی پبلیکیشن کنڑیارو سال2007، ص65،66)

(16) Sakhi Qaboll Muhammad Dr. “Study of Mysticism in Daraza School of Thought” Darazi Publication. 2002, P – 129.

(17) الطاف اثیم، **فقیر غلام حیدر گوڑئی جو رسالو**، سچل چیئر شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور سال، 2006ع، ص26

(18) حامی عطا محمد ڈاکٹر، **خیرپور جی میرن جو ادب، سیاست، ثقافت، حصو**، انسٹیٹیوٹ آف سندھ الاجی، جامشورو، سال 1994ع، ص401

(19) شر عطا حسین، **گنجینہ فولاد**، الامین پبلیکیشن، سال 1991ع ص58

(20) قمرلنساء، **تھیسز** ایم اے، ص56

(21) القرآن:3/ 74-73

(22) القرآن:42/13